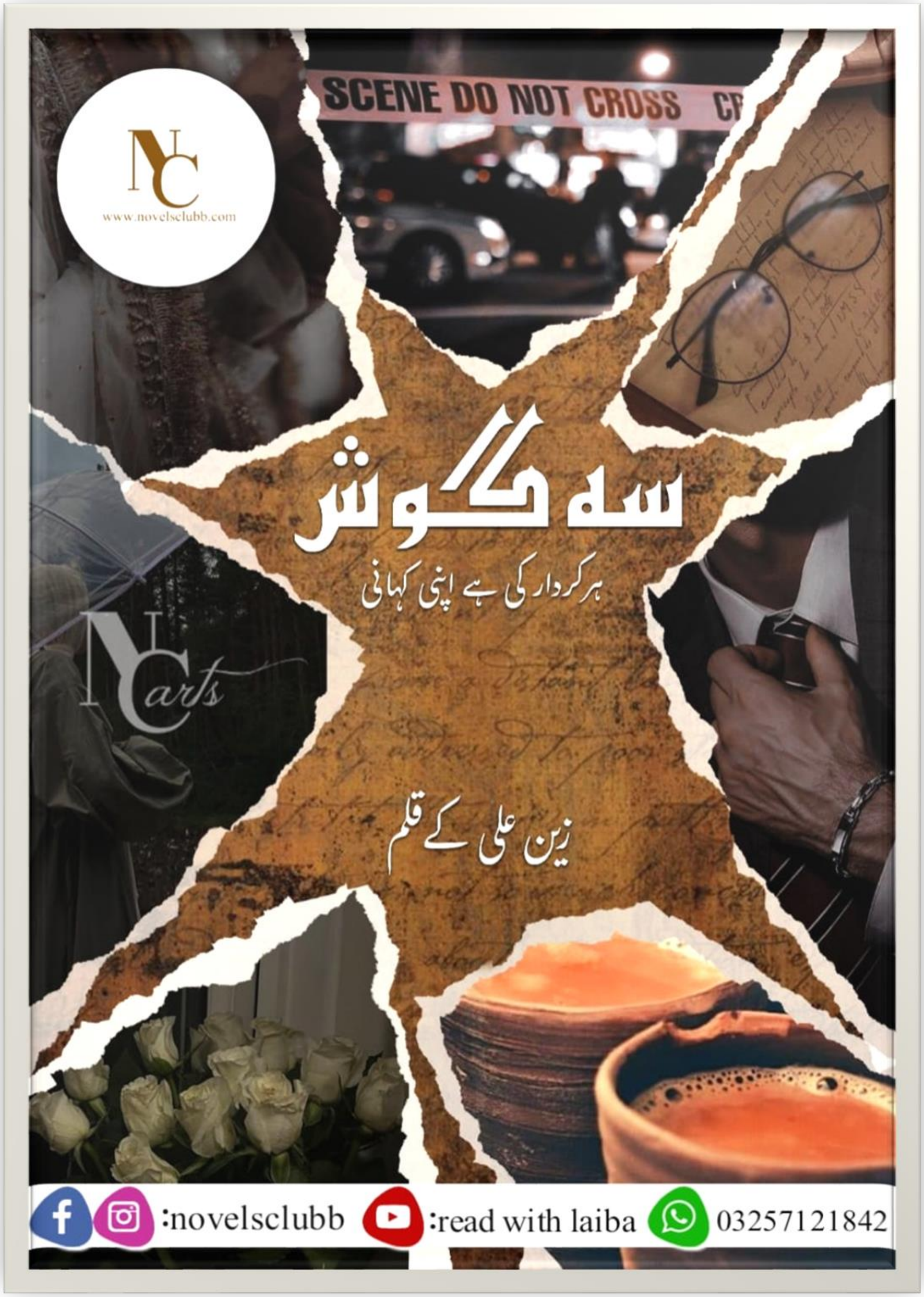
SCENE DO NOT CROSS
www.novelsclubb.com
سہ گوش
ہر کردار کی ہے اپنی کہانی
زین علی کے قلم
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سہ گوشہ

از قلم

زین علی

www.novelsclubb.com

سہ گوش

از قلم زین علی

قسط نمبر 10

احسان کھیتوں سے واپس گھر جا رہا تھا۔شام کا وقت اور موسم خوشگوار تھا۔ہوائیں چل رہی تھیں اور سورج ڈھوب رہا تھا۔شام کی سنہری روشنی اندھیرے میں بدل رہی تھی۔پرندے اپنے گھونسوں کی طرف جا رہے تھے۔

''تمہیں خوش رہنا ہو گا۔''رانی کی آواز اسے سنائی دی تھی۔

وہ چونکا اور یک دم پلٹا۔

اس نے حیرانگی سے دائیں بائیں دیکھا اور سر جھٹک کر چلنے لگا۔اسے وہم ہوا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا نہر والے پل کے قریب پہنچ چکا تھا۔

ٹھنڈی ہوا اس سے ٹکرائی۔

پل ہمیشہ کی طرح ہر کسی سے بے نیاز کھڑا تھا۔

وہ وہی جگہ تھی جہاں رانی کی لاش گاؤں والوں کو ملی تھی۔ گاؤں والے تو جیسے اس حادثے کو بھول ہی گئے تھے۔ نہ کوئی رانی کا اب ذکر کرتا تھا نہ کسی نے اس قتل سے خوف کھایا تھا۔ انسپکٹر اچھا تھا جو جاتے جاتے رانی کو انصاف دلوا گیا ورنہ رانی کو کبھی انصاف نہ ملتا اور مجرم کھلے عام گھومتے رہتے۔

احسان نہر والے پل کے پاس بیٹھ گیا۔ ٹھنڈی ہوائیں اسے محسوس ہوئی۔ اس نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا اور سوچتے ہوئے ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرنے لگا۔

''تمہیں خوش رہنا ہوگا۔'' اس بار آواز کے ساتھ رانی اسے باقاعدہ نظر بھی آئی تھی۔ وہ نہر کے دوسری طرف بیٹھی تھی۔

”تم یہاں نہیں ہو۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”تم مجھے چھوڑ کر جا چکی ہو۔“ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ ”مجھ سے بہت دور ہو تم۔“

”میں تمہارے دل میں ہوں۔“ آواز اسکے قریب سے آئی تھی۔

اس نے دائیں طرف دیکھا۔ رانی وہاں درخت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ وہ زندگی سے بھرپور اور خوبصورت لگ رہی تھی۔ ویسے ہی جیسے وہ اپنی حیاتی میں لگتی تھی۔

”تم پریشان تھی مگر تم نے مجھے نہیں بتایا۔ تم اکیلی لڑتی رہی۔“ احسان بولا۔ ”وہ غنڈے تمہیں پریشان کرتے رہے مگر تم نے مجھے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔“ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

وہ تھی ہی کہاں۔ یہ تو اسکا وہم تھا۔ ”مجھے بتا دیتی تو میں تمہیں بچا لیتا۔“

”تمہیں چودھرانی کا ہار واپس کرنا ہو گا۔“ رانی کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

اب کی بار وہ اسے دور جاتی ہوئی دکھائی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اٹھا اور گھر کی جانب قدم بڑھانے لگا۔اسے ہار واپس کرنا تھا۔رانی نے اسے حکم جو دیا تھا۔

آخر کار اس ہار کی کہانی سے پردہ اٹھنے والا تھا۔آخر وہ ہار رانی کے پاس تھا ہی کیوں؟

وہ گھر پہنچا تو رات ہو چکی تھی۔احسن کمرے میں بیٹھا سکول کا ہوم ورک کر کر رہا تھا اور شفیق آٹا گوندھ رہا تھا۔

شفیق کا چہرہ کسی بھی جذبات سے خالی تھا۔حوالات میں رہنے کے بعد وہ ایسا ہی ہو گیا تھا۔اسے افسوس تھا،رانی کی مدد نہ کرنے کا۔وہ اسے بچا سکتا تھا مگر خوف کھا گیا۔وہ ایک لڑکی کو بچا سکتا تھا۔وہ مدد کرتا تو شاید وہ آج زندہ ہوتی مگر وہ ڈر گیا۔

ڈر انسان کو کمزور کر دیتا ہے۔

"ابا میں نئ حویلی جا رہا ہوں۔" وہ صندوق سے ہار نکال کر باہر آیا۔

احسن نے اسے ہار نکالتے اور تھیلے میں ڈالتے ہوئے دیکھ لیا تھا مگر وہ چپ رہا۔

وہ جانتا تھا اس ہار کی ذمہ داری سے اسکا بھائی آزاد ہونے والا ہے۔

"خیر سی پتر۔"شفیق نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ہاں ابا جی کم سی تھوڑا جیا۔" وہ دیسی سے انداز میں بولا اور گھر سے نکل آیا۔

اسکی براؤن آنکھوں میں آج کل اداسی کے سوا کچھ نہ تھا۔

کسی اپنے کے گزر جانے کے بعد کسی کی آنکھوں میں خوشی ہو بھی کیسے سکتی ہے۔جانے والا خوشیاں شاید ساتھ لے جاتا ہے۔

وہ اپنے ابا سے بھی ناراض تھا۔وہ رانی کی مدد کر سکتا تھا مگر ڈر گیا اور رانی مر گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ اسے بچا سکتا تھا۔وہ ہر وقت یہی سوچتا رہتا۔

گلی کوچوں سے گزرتا ہوا وہ نئی حویلی کے بڑے سے صدر دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

اس نے چوکیدار کو سلام کیا اور گڈی کو باہر بھیجنے کا کہا۔

چوکیدار نے گڈی کو بلانے کے بجائے اسے اندر کواٹر کی طرف بھیج دیا۔وہ پہلے بھی یہاں آتا رہتا تھا۔

وہ مرے ہوئے قدموں سے چلتا ہوا حویلی کے پیچھے بنے کواٹر کی طرف آگیا۔

اس نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو گڈی نے دروازہ کھولا۔گڈی اسے دیکھ کر پھیکا سا مسکرادی۔

"کون اے باہر۔" یہ سکینہ کی آواز تھی۔

"چاچی میں آیا ہوں،احسان۔"اس نے آواز لگائی۔

"اندر آجا۔" چاچی سکینہ نے گلا پھاڑ کر آواز لگائی تو گڈی ایک طرف ہو گئی۔

وہ تھیلے کو کندھے پر ٹھیک کرتا ہوا اندر چلا آیا۔اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔"سلام چاچی۔"

موٹی سکینہ زمین پر بیٹھی آلو کاٹ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”کیسے آنا ہوا۔“اس نے چھری کو ایک طرف رکھتے ہوئے پوچھا۔وہ سلام کو جواب دینا بھول گئی۔

”رانی نے یہ ہار مجھے دیا تھا۔“اس نے تھیلے سے ہار نکالا۔

ہار کو دیکھتے ہی سکینہ کی آنکھوں میں چمک پھوٹی۔اسکے دیدے کھل گئے۔

”یہ تو بی بی کا ہار ہے۔“گڈی فوراً بولی۔وہ پہلے بھی یہ ہار دیکھ چکی تھی اس لئے فوراً پہچان گئی۔

”ہاں اور یہ انہیں واپس کرنا ہے۔“

”مگر یہ بی بی نے رانی کو کیوں دیا تھا۔“سکینہ سوچتے ہوئے بولی۔”مجھے یاد ہے ایک دن بی بی رانی کو اپنے زیور دکھا رہی تھی۔کیوں دکھا رہی تھی یہ تو مجھے معلوم نہیں۔کیا بی بی نے تب ہی یہ ہار رانی کو دیا تھا۔“

اسکا لہجہ پراسرار تھا۔”کہیں رانی نے چوری تو نہیں کیا۔“

www.novelsclubb.com

"ناچاچی میری رانی پر الزام نہ لگا۔" احسان کو فوراً غلطی کا احساس ہوا۔ وہ جذبات میں زیادہ بول گیا تھا۔

"میری رانی۔۔۔ ہوں یہ کیا چکر ہے احسان بابو۔" سکینہ نے چھری نچاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہار چودھرانی کو واپس کر دینا اور میرا پیغام پہنچا دینا کہ اسکا کام نہیں ہوا جو اس نے اس ہار کے لئے کہا تھا۔ رانی مر گئی اور اس کے ذمے لگے کام ادھورے رہ گئے۔" احسان نے کھڑے ہوتے ہو کہا۔ "وہ یہ پوچھے کہ ہار میرے پاس کیسے آیا تو بتا دینا رانی نے وہ کام مجھے کرنے کو کہا تھا مگر میں وہ کام نہیں کرنا چاہتا۔ جب رانی ہی نہیں رہی تو میں یہ کام کر کے کس کو خوش کروں گا۔"

"مجھے بتا تا جا وہ کام کیا تھا۔" موٹی سکینہ دیوار بن کر اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"میں نہیں بتا سکتا۔ تو خود چودھرانی سے پوچھ لینا۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک طرف سے ہو کر باہر نکل آیا۔

گڈی اور سکینہ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور اشاروں ہی اشاروں میں پوچھا کہ آخر اس ہار کا راز کیا ہے؟

—☆☆☆—

اس حویلی سے دور شہر میں بھی رات ہو چکی تھی۔آسمان صاف تھا اور شہر میں ہر طرف گہما گہمی کا سماں تھا۔لوگ شام ہوتے ہی بازاروں اور ریستورانوں میں کھانے پینے کے لئے نکل پڑتے تھے۔

فلک گھر آیا اور کپڑے بدل کر واپس باہر نکل آیا۔اس نے شیر جان کا موٹر سائیکل نکالا جسے شیر جان کبھی بھی استعمال نہیں کرتا تھا۔اس نے موٹر سائیکل میں پیٹرول ڈلوایا اور اپنی منگیتر کو بچانے کے لئے ثبوت جمع کرنے نکل پڑا۔اس سب سے پہلے اسے ہوٹل کے مینیجر کو تلاش کرنا تھا۔وہ ہوٹل سے بھاگا تھا اور اسکا ایک ہی مطلب ہے کہ اسے کچھ نہ کچھ ضرور معلوم تھا۔

چور کی داڑھی میں تنکا ہو تبھی وہ منہ دھونے کو بھاگتا ہے۔

وہ ہوٹل پہنچا اور سیدھا سٹاف روم میں آیا۔ وہاں تین چار ویٹر بیٹھے آرام کر رہے تھے۔ شاید یہ انکا بریک ٹائم تھا۔

”میں انسپکٹر فلک ہوں۔ مجھے تمہارے مینیجر کے متعلق تم سب سے کچھ سوال کرنے ہیں۔“ اس نے اپنا آئی ڈی دکھایا۔

فلک کی بات سے وہ تھوڑا حیران ہوئے۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

کمرے میں یک دم خاموشی چھا گئی۔

”ہمیں کچھ نہیں بتانا۔“ ایک بولا۔

وہ بناوردی والے انسپکٹر کو کچھ بتانا نہیں چاہتے تھے۔

”دیکھو مجھے اس کیس کو جلد از جلد حل کرنا ہے تو بہتر ہے تم لوگ میری مدد کرو۔“ فلک انکے قریب آیا۔ ”انوسٹیگیشن میں رکاوٹ ڈالنے کی سزا بھی مل سکتی

www.novelsclubb.com

ہے۔ تم لوگ خاموش رہ کر اپنا ہی نقصان کر رہے ہو۔" فلک ذرا سخت لہجے میں بولا۔

"دیکھیں آپ وردی میں نہیں ہیں۔ اسکا مطلب یہ آپ اس کیس پر کام نہیں کر رہے۔" وہی آدمی دوبارہ بولا۔

"تم کافی سمجھدار ہو۔ میری مدد کرو اور میں تمہاری کروں گا۔" فلک اسکے سامنے والی کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

"تم ہماری کس طرح مدد کروگے۔" وہی آدمی بولا۔

فلک نے اسے دلچسپی سے دیکھا اور جیب سے کچھ بڑے نوٹ نکال کر اسکے سامنے رکھے۔

کیا یہ رشوت تھی۔ شاید نہیں، شاید انعام تھا۔

سامنے بیٹھا آدمی مسکرایا۔ اس نے نوٹ پکڑے اور جیب میں رکھ لئے۔

دوسرے بیروں نے اسے دیکھا۔اشاروں سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔

”پوچھیے جو پوچھنا ہے۔“

”تمہارا مینیجر کیسا آدمی ہے؟“

”ٹھیک ہے۔ہم اسے زیادہ نہیں جانتے۔ہم ویٹر ہے زیادہ تر رستوران ایریا میں ہوتے ہیں۔“

”جو بھی معلوم ہے سب بتاؤ۔“

”وہ کئی لڑکیوں کو لاتا تھا یہاں اکثر۔جس لڑکے کی لاش ملی وہ بھی کئی لڑکیوں کو لاتا تھا۔شاید اسکی گرل فرینڈز تھیں یا شاید۔۔۔وہ ہر ہفتے کسی نئی لڑکی کو لاتا اور کچھ گھنٹے گزارنے کے بعد اسے بھیج دیتا۔جس لڑکے کی لاش ملی وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا۔وہ لڑکا اور مینیجر دوست تھے۔اکثر میں نے انہیں باتیں کرتے سنا ہے۔وہ

www.novelsclubb.com

دھیرے دھیرے بولتے تھے۔ کبھی انکی بات سمجھ تو نہیں آئی مگر وہ ایک دوسرے کو ایک پیکٹ دیا کرتے تھے۔"

"کیسا پیکٹ۔۔۔" فلک تیزی سے بولا۔

"بتا رہا ہوں صاحب۔"

"اچھا تم بولو۔"

"ایک مرتبہ میں اس لڑکے کو کولڈ ڈرنک دینے گیا تھا کمرے میں۔ وہ کبھی بھی کمرے میں کچھ نہیں منگواتا تھا۔اس دن جب اس نے مجھے بلایا۔ وہ کمرے میں لڑکی کے ساتھ تھا۔لڑکی شاید باتھ روم میں تھی۔ وہ ایک بریف کیس کھولے بیٹھا تھا۔ جس میں سفید چھوٹے چھوٹے پیکٹ تھے۔ میرے حساب سے وہ نشہ تھا۔" وہ ایک پل کو سانس لینے کے لئے رکا پھر بولا۔ "میں نے جب ٹیبل پر ڈرنک رکھی تو اس نے تیزی سے بریف کیس بند کیا۔"

وہ آدمی اتنا بول کر چپ ہو گیا۔

”اور کچھ یاد ہے؟“ فلک نے پوچھا۔

”نہیں ابھی تو صرف یہی یاد ہے۔“ آدمی اٹھتے ہوئے بولا۔ ”بریک کا وقت ختم ہو گیا ہے۔“

”ر کو مینیجر کے گھر کا ایڈریس معلوم ہے؟“

”آپ کو بتایا تو ہے ہم اسے نہیں جانتے۔“ وہ چاروں اٹھ کر کمرے سے نکل گئے۔

”اس لڑکے کی لاش ملی مگر اس بار کوئی بریف کیس نہیں ملا۔ ہوں۔۔۔ عجیب۔۔۔ دلچسپ۔“ وہ بڑبڑایا اور یہ سب چھوٹی سی نوٹ بک میں نوٹ کرنے لگا۔

—☆☆☆—

جہان اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔رات کے گیارہ بج رہے تھے جب زیب نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور اندر چلا آیا۔

جہان کرسی سے ٹیک لگائے اپنی کسی سوچ میں گم تھا۔اسکے چہرے پر سنجیدگی تھی۔اسے زیب کے اندر آنے کا بھی پتا نہیں چلا تھا۔

''سر مجھے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔''زیب نے دھیمی آواز میں کہا تو جہان نے تیزی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا،سوالیہ نظروں سے۔

''تم اندر کب آئے زیب۔''جہان کا لہجہ نرم تھا۔

یہ نرم لہجہ زیب سال میں ایک دو مرتبہ ہی دیکھتا تھا۔

''ابھی آیا ہوں۔میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔کیا میں بیٹھ جاؤں۔''زیب نے امید بھری نظروں سے جہان کو دیکھا۔

جہان نے کچھ لمحے اسے غور سے دیکھا۔

"ہاں بیٹھو۔" جہان نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

زیب کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

"جہان سر آپ جانتے ہیں میں آپ کا وفادار ہوں۔۔۔"

"ہاں میں جانتا ہوں۔" جہان بولا۔ "بنا کسی لمبی چوڑی تمہید کے آگے بولو۔

زیب کو بولتے بولتے بریک لگی تھی۔اس نے منہ بنا کر جہان کو دیکھا۔جہان اسکے سامنے نہ ہوتا تو یقیناً وہ اسکی نقل اتارا،عادت سے مجبور ہو کر۔

"مجھے کچھ ماہ کی تنخواہ ایڈوانس چاہیے۔"زیب نے تیزی سے بول دیا اور جہان کے تاثرات دیکھنے لگا۔

جہان کا چہرہ برف کی طرف تھا۔

"کس لئے۔"سرد لہجہ۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو شاید بلکہ یقیناً معلوم ہے کہ میں کس طرح کی فیملی سے آتا ہوں۔میری چھے بہنیں ہیں۔سب سے بڑی کی شادی ہے اگلے مہینے۔اس شادی کی تقریباً سادی تیاریاں ہو چکی ہیں اور باقی جو رہ گئی ہیں اس کے لئے مجھے پیسے چاہیے۔"زیب ایک لمحہ رکا اور بولا۔"میں یہ نہیں چاہتا ہے آپ سمجھیں کہ میں آپ سے کوئی مدد مانگ رہا ہوں۔میں صرف ایڈوانس مانگ رہا ہوں جو میں ساتھ ساتھ کٹوا تا رہوں گا۔"

زیب اتنا بول کر جہان کو امید سے دیکھنے لگا۔اسے پوری امید تھی کہ جہان انکار کر دے گا۔

www.novelsclubb.com

"تم مجھے اپنی بہن کی شادی پر بلواؤ گے ؟" یہ جملہ کہتے ہوئے جہان نے لاشعوری طور پر میز پر ایک طرف رکھے فوٹو فریم ہو دیکھا تھا۔

"جی جی سر آپ ضرور آیئے گا۔"زیب مسکرایا۔

اسے لگا جہان ایڈوانس دینے کے لئے تیار ہے۔

""تو یہ لو۔"" جہان نے اسے چھ ماہ کی تنخواہ کا چیک بنا کر دیا۔

""شکریہ سر آپ بہت اچھے ہیں۔""

آج پہلی بار زیب کو جہان اچھا لگا تھا۔

جہان نے فوٹو فریم پکڑا، زیب کو اس نے جانے کا اشارہ کیا اور ٹیک لگا کر فوٹو کو دیکھنے لگا۔

اس فوٹو میں وہ تینوں بہن بھائی مسکرا رہے تھے۔ آج کے دن اس نے گھر چھوڑا تھا۔ نہ ابا نے اسے کبھی واپس بلایا نہ بھائی نے کبھی کال کی۔

بہن سے وہ خود ناراض تھا۔ اس نے کبھی بھی چاندنی سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی نہ اس کے متعلق کوئی خبر معلوم کی۔

آج کے دن وہ گھر چھوڑ کر آیا تھا۔وہ سب کچھ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ایک چاندنی ہی تو تھی جو اس سے محبت کرتی تھی اور جب وہ ہی اس گھر سے چلی گئی تو اس نے حویلی میں رہ کر کیا کرنا تھا۔

اس کی بہن نے اس کے متعلق نہیں سوچا۔

جہان نے فریم کو سینے سے لگایا اور آنکھیں موند لیں۔وہ سکون چاہتا تھا۔

وہ چاندنی سے ملنا چاہتا تھا۔

—☆☆☆—

www.novelsclubb.com

مرید صاحب نے میرب کو لونگ روم میں بلایا تھا۔وہ میرب سے کچھ بہت اہم بات کرنا چاہتے تھے۔

”بابا آپ نے بلایا مجھے۔“میرب کے لہجے میں احترام تھا۔

میرب صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ مرید صاحب اپنے مخصوص بڑے والے سنگل صوفے پر بیٹھے تھے۔

"میرب بیٹا۔۔۔ تمہیں پتا ہے تمہاری ماں جب اچانک غائب ہو گئی۔ پتا نہیں اسے کسی نے اغواہ کیا یا وہ خود چلی گئی۔ شاید وہ اب میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی۔"

"بابا آپ یہ سب باتیں کیوں کر رہے ہیں۔" میرب بے چین ہوئی۔

"بیٹا تمہاری ماں تو چلی گئی اور میں بھی یہاں ہوتے ہوئے بھی تمہاری زندگی سے نکل گیا تھا۔ میں نے امارا کے بعد کبھی تمہاری زندگی میں دلچسپی نہیں لی۔ شادی کی بات کی بھی تو اپنے مفاد کے لئے۔ رشتہ طے کیا تم سے تمہاری مرضی، تمہاری پسند نہیں پوچھی۔ مگر مجھے احساس ہو گیا ہے۔ پتا نہیں کیوں مگر مجھے لگتا ہے یہ آیان تمہارے لئے ایک اچھا میچ نہیں ہے۔ تمہیں اگر وہ پسند ہے تو میں اس رشتے کو یوں ہی قائم رہنے دوں گا مگر بیٹا اگر تم چاہتی ہو کہ جس طرح رشتہ کرتے ہوئے تم سے پوچھا نہیں گیا اب بھی پوچھا نہ جائے تو میں اس منگنی کو توڑ دوں گا۔"

”اور آپ کا بزنس۔“میرب کی آواز میں کوئی خوشی، کوئی غم نہ تھا۔

”تم میرے لئے عزیز ہو بیٹا بزنس نہیں۔ تم کیا چاہتی ہو۔“

”میں۔۔۔ بابا مجھے سوچنے کا وقت دیں۔“وہ اتنا کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

مرید صاحب نے اسے جاتے دیکھا۔ انہیں بے اختیار امارا یاد آئی تھی۔

—☆☆☆—

علی ہاسٹل کے کمرے میں سٹڈی ٹیبل کے سامنے کرسی پر بیٹھا کوئی مضمون لکھ رہا تھا جب اسکے فون کے میسج کی گھنٹی بجی۔

اس کا موبائل ایک طرف الٹا پڑا ہوا تھا۔

اس نے پین ایک طرف ڈالا اور موبائل پکڑ کر سیدھا کیا۔

اس کی آنکھوں کو اپنی ہی نظر پر یقین نہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

دل تیزی سے دھڑکا۔

دشمنِ جاں کا پیغام جگمگا رہا تھا۔

میرب کا میسج تھا۔اس نے فوراً چیٹ کھولی۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے۔فری ہو تو مون کیفے آجاؤ۔"اس نے میسج پڑھا اور گھڑی کی طرف دیکھا۔

گھڑی پر وقت گیارہ، بیس ہو رہا تھا۔

اس نے فوراً جواب دیا۔"میں آرہا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ جلدی سے اٹھا۔پرفیوم لگا کر چابی پکڑی اور باہر نکل آیا۔

اسکے چہرے کے چمک دیکھنے کے قابل تھی۔اسکی آنکھوں میں محبت تھی۔وہ محبت جو بکھرتی اور ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی مگر آج میرب کے میسج کے بعد وہ محبت دوبارہ آچمکی تھی۔

وہ کل رفتار سے بائیک چلا رہا تھا۔

اسے میرب کے پاس جلد از جلد پہنچنا تھا۔

سڑک خالی تھی۔

منٹوں کا کھیل تھا۔

سامنے سے ایک تیز رفتار کار آ رہی تھی۔وہ کار غلط لین پر تھی۔

بائیک پوری رفتار سے کار سے ٹکرائی تھی۔

علی اچھل کر دور گرا تھا۔

www.novelsclubb.com

کار والا علی کی اچھل کر دور گرتی باڈی کو دیکھ کر فرار ہو گیا تھا۔

پیچھے رہ گیا سنسان سڑک پر بے ہوش گرا ہوا علی۔جس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔

دوسری طرف میرب مون کیفے میں علی کا انتظار کر رہی تھی۔وہ بار بار علی کو کال ملا رہی تھی مگر اسکا نمبر ہی بند تھا۔

کیا علی نہیں آ رہا تھا۔ مگر اس نے تو آنے کا کہا تھا۔ کیا وہ میرب سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔

میرب نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ بارہ بج چکے تھے۔اسے یہاں آئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا۔

اسے اب گھر جانا تھا۔وہ زیادہ انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

شاید اسے اپنا جواب مل گیا تھا۔شاید اسے علی کا وہ تھپڑ یاد رکھنا چاہیے۔

وہ تھپڑ جس سے میرب کی زندگی بدل گئی تھی۔اسی تھپڑ کی وجہ سے اسکی شخصیت بدل گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

—☆☆☆—

میرب گھر پہنچی تو تنزیلہ بھی واپس گھر آ چکی تھی۔

"کہاں سے آ رہی ہو۔" تنزیلہ لونگ روم میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔

”آپ اس وقت چائے کیوں پی رہی ہیں۔“ اس نے الٹا سوال کر دیا۔

میرب کے چہرے پر غصے اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

”ادھر آؤ۔“ تنزیلہ نے اسے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

میرب نے ہینڈ بیگ میز پر رکھا اور تنزیلہ کے پاس اسکے بغل میں بیٹھ گئی۔

”میری طرف دیکھو تو۔ کیا ہوا ہے؟“

میرب رو دینے کو تھی۔

”کچھ ہوا ہے کیا؟“ تنزیلہ نے کپ ایک طرف رکھا اور پوری طرح سے اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

”میں علی سے ملنے گئی تھی۔ میں نے ہی بلایا تھا اسے۔“

”تو پھر کیا بات ہوئی۔“

تنزیلہ نے پوچھا ہی تھا کہ میرب رونے لگی۔

www.novelsclubb.com

"نہ میری جان۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔کیا ہوا ہے؟" تنزیلہ نے اسے سینے سے لگا لیا۔

وہ کسی بچے کی طرح کئی منٹ روتی رہی۔تنزیلہ ماں کی طرح اسے حوصلہ اور محبت دے رہی تھی۔

کچھ منٹ رو کر میرب اپنا دل ہلکا کر چکی تھی۔

"اب بتاؤ کیا ہوا۔" تنزیلہ نے میرب کے گال نرمی سے صاف کیے۔

"وہ آیا ہی نہیں۔اتنے ہفتے بعد میں نے اسے میسج کیا اور وہ نہیں آیا۔میں نے اسے دل سے دوسرا موقع دینا چاہا مگر اسے میری قدر تھی اور نہ ہو گی۔"

"شاید کوئی ضروری کام آگیا ہو یا خدانخواستہ کوئی حادثہ۔۔۔"

میرب کے موبائل پر گھنٹی بجی۔

میرب بوجھل قدموں سے اٹھی اور بیگ سے موبائل نکالنے لگی۔

www.novelsclubb.com

سکرین پر علی کالنگ جگمگا رہا تھا۔

اس نے سکرین تنزیلہ کی طرف کی۔ تنزیلہ نے ایک نظر دیکھا اور بولی۔

"بات کر لو شاید کچھ ضروری کام آن پڑا ہو گا۔"

میرب نے کال اٹھائی اور موبائل کان سے لگایا۔

تنزیلہ نے اشارے سے اسے بولنے کا اشارہ کیا مگر فون اسکے ہاتھ سے گر چکا تھا۔

وہ بھی گرنے کے انداز میں صوفے پر ڈھے گئی۔

"کیا ہوا میرب۔" تنزیلہ اسکی طرف لپکی تھی۔

www.novelsclubb.com

میرب کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔"

"علی ہسپتال میں ہے۔ اسکی بائیک کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔" میرب نے بھیگے لہجے میں کہا۔

یک دم اسے احساس ہوا اور وہ زار و قطار رونے لگی۔

"مجھے ہسپتال جانا ہے۔" اس نے بیگ سے کار کی چابی نکالی اور باہر کی طرف بھاگی۔

تنزیلہ بھی اسکے پیچھے لپکی تھی۔

—☆☆☆—

تنزیلہ اور میرب ایمرجنسی روم کے باہر کھڑی تھیں۔

"تنزیلہ وہ ٹھیک تو ہو جائے گا نا۔" میرب مسلسل رو رہی تھی۔

تنزیلہ ایک طرف کھڑی بے چینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ میرب کے چہرے پر جہاں بھر کا غم دکھائی دے رہا تھا۔

"فکر نہ کرو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" تنزیلہ نے اسے یقین دلایا اور اسکے قریب چلی آئی۔

"ادھر آؤ میرے پاس۔" اس نے میرب کو سینے سے لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

میرب چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"آپ خواتین اس لڑکے کو جانتی ہیں؟"

دونوں کی سماعت سے ایک انجان آواز ٹکرائی۔دونوں نے رخ موڑ کر آواز کی سمت دیکھا۔

اس کہانی کا ایک جانا پہنچانا سا کردار وہاں کھڑا تھا۔

"آپ لائے ہیں علی کو یہاں۔"میرب اسکی طرف لپکی۔"آپ کی وجہ سے ہوا یہ حادثہ۔"

میرب یوں تیار کھڑی تھی کہ اگر یہ لڑکا اس حادثے کا ذمہ دار ہوا تو ابھی اسکو نوچ ڈالے گی۔

"نہیں خاتون۔۔۔کوئی کار اسے ٹکر مار کر نکل گئی تھی۔میں وہاں سے گزر رہا تھا تو میں نے اسے بچایا۔"لڑکا ایک قدم پیچھے ہوا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کا بہت شکریہ۔۔۔"میرب پھر سے رونے لگی۔"وہ ٹھیک تو ہو جائے گا نا۔۔"

"آپ دعا کریں۔"وہ لڑکا بولا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"تنزیلہ نے میرب کو سہارا دے کر بینچ پر بٹھا دیا۔

"میں انسپکٹر فلک نامدار ہوں۔"تنزیلہ نے سر اٹھا کر اس لڑکے کو دیکھا۔

فلک پھیکا سا مسکرا دیا۔

"بہت شکریہ انسپکٹر صاحب۔"تنزیلہ اتنا بول کر میرب کو دلاسہ دینے لگی۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا تو میرب بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ڈاکٹر صاحب وہ ٹھیک تو ہے۔"میرب بولی۔"میں اسے دیکھ سکتی ہوں؟"

"وہ ٹھیک ہے مگر اسے بے ہوش کیا گیا ہے۔اسکا ایک بازو ٹوٹ گیا ہے اور کافی بری طرح سے ہڈی ٹوٹی ہے۔اسکے سر پر بھی چوٹ لگی ہے۔مگر آپ فکر نہ کریں

www.novelsclubb.com

وہ چند ماہ تک صحت مند ہو جائے گا۔اور آپ اسے کچھ گھنٹے بعد مل سکتی ہیں ابھی کے لئے وہ ایمر جنسی وارڈ میں ہی رہے گا۔‘‘ڈاکٹر اتنا بتا کر ایک طرف بڑھ گیا۔

میرب دیوار کے ساتھ لگتے ہوئے بے آواز آنسو بہانے لگی۔

’’آپ چاہیں تو جا سکتے ہیں انسپکٹر۔‘‘ تنزیلہ بولی۔

انسپکٹر نے ایک نظر میرب کو دیکھا اور بولا۔’’جی میں چلتا ہوں۔‘‘تنزیلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے بولا۔’’میں کل ملنے آؤں گا علی کو۔‘‘

اتنا کہہ کر وہ ایک طرف بڑھ گیا۔

تنزیلہ نے میرب کو اپنے پاس بٹھایا۔

’’وہ ٹھیک ہو جائے گا۔‘‘

’’اور اگر نہ ہوا تو۔۔۔میں اس سے بات کیسے کر سکوں گی۔میں اس سے محبت کا اظہار کیسے کروں گی۔‘‘اس نے تنزیلہ کے کاندھے پر سر ٹکا دیا۔

www.novelsclubb.com

بے آواز آنسو ابھی تک بہہ رہے تھے۔

”کچھ حادثے قسمت میں ہوتے ہیں۔ یہ بھی تھا۔ تم دعا کرو کہ اللہ اسے صحت دے۔“

”میں دعا کرتی ہوں۔“ میرب تیزی سے اٹھی اور پریئر روم کی طرف بھاگی۔

”ہسپتالوں میں خدا کو سب سے زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔“ تنزیلہ بڑبڑائی۔

اس نے میرب کو جاتے دیکھا تو اسے بے اختیار ساغر یاد آیا تھا۔

—☆☆☆—

www.novelsclubb.com

اگلی صبح شیر جان اسٹیشن جانے کے لئے تیار تھا۔ اس نے ناشتہ کیا اور فلک کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر چلا آیا۔

فلک سو رہا تھا۔

"آج تمہاری منگیتر سے سچ اگلو کر ہی دم لوں گا۔" اس نے ہولے سے کہا اور فلک کو ایک نظر دیکھ کر باہر نکل آیا۔

فلک نے آنکھیں کھولیں۔ وہ جاگ رہا تھا، سونے کا ناٹک کر رہا تھا۔

"سچ وہ بتا چکی ہے کہ وہ مظلوم ہے۔ مجھے صرف اسے ثابت کرنا ہے۔" وہ پھیکا سا مسکرایا۔

وہ شیر جان کا جملہ سن چکا تھا۔

اسے باہری دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تو تیزی سے اٹھا اور باہر آگیا۔

"سمجھ نہیں آرہی شروع کہاں سے کروں۔" اس نے گہرا سانس چھوڑا اور کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

"مجھے پہلے علی کو ملنے جانا چاہیے۔" اس نے سوچا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

نہا کر جب باتھ روم سے نکلا تو باہری دروازے پر کوئی دستک دے رہا تھا۔

وہ بنا شرٹ کے صرف بنیان پہنے باتھ روم سے نکلا تھا۔

اس نے شرٹ پکڑی اور پہن کر دھیرے دھیرے باہر قدم بڑھانے لگا۔

شرٹ کے بٹن وہ ساتھ ساتھ لگا رہا تھا۔

دوبارہ دستک ہوئی۔اس نے دروازہ کھولا۔

"جی آپ کون۔" فلک بولا۔

باہر ایک صحت مند سی لڑکی کھڑی تھی۔

"شیر کہاں ہیں۔میں اس سے ملنے آئی ہوں۔" وہ اتنا کہہ کر اندر گھس آئی۔

www.novelsclubb.com

"شیر۔۔۔شیر۔۔۔" وہ آوازیں لگانے لگی۔

"او بی بی وہ نوکری پر گیا ہے۔بولو کیا کام ہے اور اندر کیوں گھسی آئی ہو۔"

"وے تو کون اے۔" (اوئے تم کون ہو۔) اسکا لہجہ جاہلانہ تھا۔

"میں اوندا یار تے توکون۔" (میں اسکا دوست اور تم کون۔)

"میں محلے کی کمیٹی والی باجی۔اسکی کمیٹی لینے آئی ہوں۔" وہ منہ بنا کر بولی۔اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے تھے اور سینا پھلا کر کھڑی تھی۔یوں جیسے ابھی لڑنے کو تیار ہو۔

"وہ گھر نہیں ہے۔" فلک نے دروازہ کھولا۔"ویسے تم اتنے غصے میں کیوں ہو۔"

"اس نے مجھے ڈیٹ پر لے کر جانا تھا مگر کم بخت اب نظر ہی نہیں آتا۔" وہ آخری جملہ دانت پیس کر بولی تھی۔"میرے سامنے جان بوجھ کر نہیں آتا۔"

فلک ہنسنے لگا تو وہ لڑکی برا سا منہ بنا کر باہر نکل گئی۔

فلک ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"شیر اور یہ ڈیٹ پر۔۔۔" وہ گلا پھاڑ کر ہنسنے لگا۔

وہ اندر چلا آیا تو وہی بات سوچ سوچ کئی منٹ ہنستا رہا۔

کچھ لمحوں کے لئے وہ سب بھول گیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ناشتہ کرنے کے بعد فلک علی کو دیکھنے ہسپتال چلا آیا۔

علی کو گرین زون کے ایک کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔اسے ہوش آچکی تھی۔میرب نے علی کے گھر والوں کو کال کر کے اس حادثے کے متعلق بتادیا تھا اور وہ بھی پہنچے والے تھے۔

تنزیلہ، علی کو ملنے کے بعد گھر چلی گئی تھی۔

میرب علی کے پاس بیٹھی سیب کاٹ رہی تھی۔اس نے صبح سے علی کو کوئی پرانی بات یاد نہیں دلائی تھی اور نہ وہ ابھی کے لئے ایسی کوئی بات کرنا چاہتی تھی۔

”کیسے ہو علی صاحب۔“فلک کمرے میں داخل ہوا۔اس نے وردی پہن رکھی تھی۔

”علی یہی تمہیں یہاں لائے تھے۔“میرب نے بتایا۔

علی نے اٹھنا چاہا۔

”نہ نہ لیٹے رہو۔“ فلک نے آگے بڑھ کر علی کو لیٹے رہنے کا اشارہ کیا۔

میرب اٹھ کر ایک طرف رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

”کیسے ہو اب؟“ فلک اسکے پاس بیٹھ گیا۔

”میں ٹھیک ہوں۔ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری زندگی بچائی۔“ علی دھیرے دھیرے بول رہا تھا۔

”نہیں یار اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ انسانیت کے ناطے تو میرا حق تھا ہی اور میں پولیس میں ہوں تو عوام کی حفاظت کرنا بھی میرا فرض ہے۔“ فلک بولا۔

www.novelsclubb.com

علی مسکرا دیا۔

”اور جوان تمہارا بازو کیسا ہے۔“ فلک نے ایک نظر بازو پر لگے بڑے سے پلاسٹر کو دیکھا۔

”ٹوٹ گئی ہے ہڈی۔ ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا۔“ علی نے ایک نظر میرب کو دیکھا۔ ”ہو جاؤں گا ٹھیک۔“

میرب پھیکا سا مسکرا دی۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور چودھری سلطان اور اسکی زوجہ کمرے میں داخل ہوئے۔

علی کی ماں تو بھاگ کر اس سے لپٹ گئی۔

”انسپکٹر فلک آپ یہاں۔“ چودھری سلطان حیران ہوا تھا۔

”بابا آپ جانتے ہیں علی کو؟“ علی بولا۔

شازیہ بی بی نے بھی فلک کو دیکھا جو ایک طرف کھڑا ہو چکا تھا۔

”ہاں جانتا ہوں۔“ چودھری، فلک کی طرف مڑا۔ ”مگر آپ یہاں کیسے۔“

”انسپکٹر صاحب ہی علی کو یہاں لائے تھے۔“

سب نے میرب کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

علی کے والدین نے اندر آتے ہوئے اسے نوٹ ہی نہ کیا تھا۔

وہ کٹے ہوئے سیب اٹھا کر علی کے قریب آگئی۔

"ماں بابا یہ میرب ہے۔"

شازیہ بی بی نے میرب کو دیکھا اور علی کو آنکھوں ہی آنکھوں سے کچھ پوچھا۔

علی نے سر ہلا یا۔

شازیہ بی بی اٹھ کر میرب کے گلے لگی۔

"مجھے اب چلنا چاہیے۔"

www.novelsclubb.com

فلک اتنا کہہ کر باہر نکل آیا۔

"رکو انسپکٹر۔" چودھری سلطان کی آواز فلک کی سماعت سے ٹکرائی۔

فلک آواز سن کر رکا اور پلٹا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”تم نے میرے بیٹے کی جان بچائی ہے۔ تمہارا احسان ہے ہم پر۔“ وہ نرمی سے بولے۔ ”کبھی بھی میری ضرورت ہو صرف ایک کال کرنا۔“

”میرا فرض تھا چودھری صاحب۔ شکریہ کی ضرورت نہیں ہے۔“ فلک بولا۔

”میں علی سے ملنے آتا رہوں گا۔“

وہ اتنا کہہ کر مڑا اور آگے بڑھ گیا۔

یہ زندگی کتنی عجیب ہے نا۔ جس انسان کو ہم پسند بھی نہیں کرتے ایک دن اسے ہی شکریہ کہنا پڑتا ہے اور انہی کے احسان تلے دب جاتے ہیں۔

—☆☆☆—

صلومی، قمر گھرانہ کے صحن میں بیٹھی ماہنامہ ڈائجسٹ پڑھ رہی تھی۔

برگد کے درخت کی چھاؤں سارے صحن میں پھیلی ہوئی تھی۔موسم خوشگوار تھا اور درخت پر بیٹھی ایک چڑیا کب سے چہک رہی تھی۔شاید وہ چڑیا بھی صلومی کی طرح خوش تھی اس لئے گانا گارہی تھی۔

شمیم بیگم اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے کباب بنارہی تھیں۔وہ اسکے لئے اور بھی بہت کچھ بتاچکی تھیں۔

"امی بس کریں اور کیا بنانا ہے۔"صلومی نے ماں کو آواز دی۔

"ارے بھئی شادی کے بعد پہلی مرتبہ ماں کے گھر آئی ہو۔شادی جیسی بھی ہوئی ہو۔مجھے میرے چھاؤ تو پورے کرنے دو۔"کچن سے شمیم بیگم کی آواز آئی۔

"اچھا میں آتی ہوں مدد۔۔۔"

"نہیں !تم سکون سے بیٹھو باہر۔"صلومی کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ شمیم بیگم بول پڑیں۔

صلومی اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گئی۔

اس نے دوبارہ ڈائجسٹ کھولا اور یوں ہی صفحے پلٹنے لگی۔ڈائجسٹ میں آج کل جون ایلیا کی شاعری شائع کی جا رہی تھی۔

اپنا خاکہ لگتا ہوں

ایک تماشا لگتا ہوں

آئینوں کو زنگ لگا

اب میں کیسا لگتا ہوں

اب میں کوئی شخص نہیں

اس کا سایا لگتا ہوں

سارے رشتے تشنہ ہیں

کیا میں دریا لگتا ہوں

www.novelsclubb.com

اس سے گلے مل کر خود کو

تنہا تنہا لگتا ہوں

خود کو میں سب آنکھوں میں

دھندلا دھندلا لگتا ہوں

میں ہر لمحہ اس گھر سے

جانے والا لگتا ہوں

کیا ہوئے وہ سب لوگ کہ میں

www.novelsclubb.com

سونا سونا لگتا ہوں

مصلحت اس میں کیا ہے میری

ٹوٹا پھوٹا لگتا ہوں

کیا تم کو اس حال میں بھی

میں دنیا کا لگتا ہوں

کب کا روگی ہوں ویسے

شہرِ مسیحا لگتا ہوں

میرا اتالو تر کردو

سچ مچ پیاسا لگتا ہوں

مجھ سے کمالو کچھ پیسے

زندہ مردہ لگتا ہوں

www.novelsclubb.com

میں نے سہے ہیں مکر جتنے

اب بیچارہ لگتا ہوں

اس نے ڈائجسٹ بند کر کے ایک طرف رکھا اور اندر کمرے سے اپنا موبائل لینے چلی گئی۔اسے کمیل کو میسج کرنا تھا۔وہ تو کل کا اسے یہاں چھوڑ کر جیسے بھول ہی گیا تھا۔

اس نے بیگ سے فون نکالا اور باہر آگئی۔

"آپ تو بھول ہی گئے مجھے۔"اس نے پانچ منٹ لگا کر یہ میسج ٹائپ کیا تھا۔

اسکی ٹائپنگ کی رفتار بہت سست تھی۔

وہ کافی دیر سکرین کو دیکھتی رہی مگر جواب نہ آیا۔

"فری ہو کر مجھے کال کریئے گا۔"اس نے دوسرا میسج بھیجا اور موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

اس نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف تو اچانک اسکا دھیان کمیل کے سابقہ کمرے کی طرف گیا۔

پتا نہیں کیوں مگر اس کا دل چاہا اس کمرے میں جانے کا۔

وہ بے اختیار اٹھی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی اسے وہ دن یاد آیا جب وہ پہلی بار کمیل کے ساتھ بازار گئی تھی۔

کمیل نے براؤن قمیض شلوار پہنی تھی۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔

اس یاد آیا کس طرح وہ ایک مرتبہ بنا اجازت اندر چلی آئی تھی اور کمیل نے اسے سمجھایا تھا کہ یوں کسی لڑکے کے کمرے میں بنا اجازت کے نہیں آنا چاہیے۔

وہ دن وہ شرمندہ ہو گئی تھی۔ وہ واپس جانے والی تھی کہ کمیل نے اسے روک لیا تھا۔

یہ سب یاد کرتے ہوئے اسکے گال گلابی ہو گئے۔

وہ کمرے میں چلی آئی۔

کمیل کے پرفیوم کی خوشبو اب تک یہاں محسوس ہو رہی تھی۔

وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

اسے یاد آیا کس طرح وہ کمیل کے نام محبت بھرا خط رکھ کر گئی تھی۔

نا جانے کہاں سے اس میں ہمت آ گئی تھی وہ خط لکھنے کی۔

"خط لکھنے کا فائدہ تو ہوا نا مجھے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے مسکرائی۔

"وہ تمہاری قسمت میں تھا۔اسے تمہارا محرم ہی بننا تھا چاہے تم وہ خط لکھتی یا نہ لکھتی۔" اس کے دل نے اسکے خیال کو جھٹکا۔

"کیا اسے پہلے محبت ہوئی ہو گی؟" اسکے دماغ میں سوال ابھرا۔

وہ اٹھی اور الماری کھول کر کمیل کا بلکہ یوں کہنا چاہیے اپنے شوہر کا سامان دیکھنے لگی۔

اب وہ تو بندوق کی نوک پر بھی اسکا سامان چیک کر سکتی تھی۔

اسکے کچھ کپڑے تھے الماری میں۔

www.novelsclubb.com

وہ کچھ تلاش کرنے لگی مگر جب وہ چیز نہ ملی تو الماری بند کر کے نیچے چلی آئی۔

"وہ خط شاید انکے پاس ہی ہوگا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کچن میں داخل ہوئی۔

"امی میں چائے بناتی ہوں آپ میز پر برتن لگالیں۔"

"صلومی میں بنالوں گی تم باہر چل کر بیٹھو۔"

وہ منہ بناتی ہوئی باہر نکل آئی۔

—☆☆☆—

روبی صبح سے کاشف کو کال کر رہی تھی مگر کاشف تھا کہ اسکی کال اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔

"روبی۔۔۔کہاں ہو میرا بچہ۔۔۔" صنم بیگم نے آواز لگائی۔

روبی کچن میں چائے بنا رہی تھی۔

"ماما میں یہاں ہوں۔" اس نے کچن سے آواز لگائی۔

صنم بیگم کسی ماڈل کی طرح چلتی ہوئی کچن تک آئیں۔

انہوں نے گرین رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور بالوں کا کلاسی سا جُوڑا بنا رکھا تھا۔

"ماما یہ آپ نے کیا پہنا ہوا ہے۔" روبی ماں کو اس حلیے میں دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

صنم بیگم عام طور پر ساڑھی کبھی نہیں پہنتی تھیں اور جوڑا وہ تو کبھی بھی نہیں۔

"کیا ہوا۔۔۔" وہ فوراً پریشان ہوئیں اور خود کو دیکھنے لگیں۔

"ماما آپ اولڈ لگ رہیں ہیں۔" روبی نے ماں کو سر سے لے کر پیروں تک دیکھا۔

میک اپ سے بھرا چہرہ اب پریشان لگ رہا تھا۔

صنم بیگم کچن سے نکل کر باہر لونگ روم کی دیوار پر لگے قد آور شیشے میں خود کو دیکھنے لگیں۔

روبی چائے کا کپ لے کر انکے پیچھے آ گئی۔

"کس نے مشورہ دیا آپ کو ساڑھی پہننے کا۔" روبی بولی۔ "جس نے بھی دیا ہے مشورہ پکا کوئی آپ کا دشمن ہے۔ جو نہیں چاہتا کہ آپ پیاری لگیں۔"

"میں کچھ دوستوں کو ملنے جا رہی تھی۔ سوچا کچھ اچھا سا پہن لوں۔ میں نے ٹینا سے پوچھا۔ وہی جو میری نئی سہیلی ہے۔ تو اس نے مجھے مشورہ دیا ایسے کپڑوں کا۔" وہ پریشان ہو گئیں تھیں۔ "مجھے چینج کر لینا چاہیے۔"

روبی کچھ کہے بنا صوفے پر آ کر بیٹھ گئی اور صنم بیگم اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

اس نے موبائل کو کھولا اور کاشف کو کال ملانے لگی۔

"ہیلو۔۔۔"

کاشف نے کال اٹھالی تھی۔

www.novelsclubb.com

”دیکھو تم دو تین دن سے مجھے نظر انداز کر رہے ہو۔ جو بھی بات ہے سچ سچ بتادو۔“

وہ بولی۔ ”اور مصروف کہاں ہو۔“

”میں مصروف ہوں شام کو ملنے آتا ہوں۔“ اس نے صرف اتنا سا جواب دیا اور کال کاٹ دی۔

”ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔“ روبی نے فون کو کان سے ہٹایا۔ ”کاٹ دی۔“

روبی نے غصے سے سکرین کو دیکھا اور موبائل کو صوفے پر ایک طرف پھینک دیا۔

کچھ دیر بعد صنم بیگم کپڑے بدل کر دوبارہ اسکے سامنے کھڑی تھیں۔

وہ جینز اور کھلی سے گلابی رنگ کی فراک نما شرٹ میں ملبوس تھیں۔ شرٹ کے بازو کافی کھلے تھے جو کلائیوں پر آکر بند ہوتے تھے۔

”کیسی لگ رہی ہوں اب۔“ انہوں نے گھوم کر اپنی نئی لک دکھائی۔

”اب لگ رہی ہیں آپ صنم۔“ روبی مسکرائی۔ ”پیاری لگ رہی ہیں آپ۔“

www.novelsclubb.com

”میں ہوں ہی پیاری۔“اپنی تعریف سن کر انہیں دلی تسکین ملی تھی۔”اچھا چلو میں جا رہی ہوں۔“

صنم بیگم نے روبی کا ماتھا چوما اور بیگ کو کندھے پر ٹکاتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

روبی نے ایک نظر انہیں جاتے دیکھا اور ٹی وی کا ریموٹ آس پاس نظریں دوڑا کر تلاش کرنے لگی۔

—☆☆☆—

صنم بیگم تیار ہو کر اپنے یونیورسٹی کے دوستوں سے ملنے آئی تھیں۔

وہی دوست جن کا ذکر اس کہانی میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔شاید کسی نے غور نہ کیا ہوا۔

مقیم نے عبداللہ، سارا اور صنم بیگم ایک لمبے عرصے کے بعد ملنے کے لئے بلایا تھا۔

مقیم، عبداللہ، سارا، چاندنی، رضوان، امارا اور صنم ایک ہی یونیورسٹی میں تھے۔اس دور میں وہ سب اچھے دوست تھے۔

سارا اور عبداللہ کی یونیورسٹی کے دو سال بعد شادی ہوگئی تھی۔

وہ سب آج ایک لمبے عرصے کے بعد مل رہے تھے۔انکا گروپ ٹوٹ چکا تھا۔کئی ممبرز عجیب حادثوں کا شکار ہو چکے تھے۔

شاید یہاں ان کرداروں کو کھل کر سمجھانا چاہیے۔رضوان اور چاندنی نے اپنے خاندان کو بتائے بغیر نکاح کر لیا تھا۔اس نکاح کے گواہ عبداللہ، مقیم اور انکا ایک اور دوست ہی تھا۔امارا جو کہ رضوان کو پسند کرتی تھی مگر کبھی اظہار نہ کر سکی، انکے نکاح کے بعد بالکل چپ چپ رہنے لگی۔ تعلیم مکمل ہوئی تو اس کی شادی اسکے کزن مرید سے کروادی گئی۔جی وہی مرید جو میرب کے والد ہیں۔

امارا نے اپنی قسمت کو قبول کیا اور مرید کے ساتھ خوش رہنے لگی۔شادی کے دو سال بعد انکو اللہ نے ایک بیٹی سے نوازا جس کا نام انھوں نے میرب رکھا۔

امارا کچھ سال پہلے یک دم غائب ہوگئی تھی۔ان سب کا ماننا تھا کہ اسے کسی نے اغوا کر لیا ہے اور وہ اس اغوا کے چکر میں کسی حادثے کا شکار ہوگئی ہے۔امارا کیسے غائب ہوئی یہ ابھی کے لئے راز رہنے دیتے ہیں۔

صنم اور مقیم بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔انکے ماں باپ کافی ماڈرن تھے تو انہوں نے انکی پسند کی شادی کروادی مگر یہ شادی زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔روبی کے پیدا ہونے سے پہلے ہی انہوں نے علیحدگی اختیار کرلی۔آج چوبیس سال ہو چکے تھے مگر وہ اب تک علیحدہ تھے اور سچ بتاؤں تو خوش تھے۔روبی اپنے باپ سے زندگی میں تین چار مرتبہ ہی ملی ہے اور آج مقیم نے سارے دوستوں کو بلایا تھا۔صنم کو بھی دوست کی حیثیت سے ہی مدعو کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

رضوان اور چاندنی جب کراچی گئے تو انہوں نے سب سے رابطہ توڑ دیا تھا۔

کراچی سے وہ کب واپس آئے اور انکی زندگی میں کیا ہوا یہ ابھی کے لئے رہنے دیتے ہیں کیونکہ وہ ایک الگ ہی کہانی ہے۔

ابھی صرف یہ سمجھ لیں کہ کراچی سے واپس آنے کے بعد بھی انہوں نے دوستوں سے کبھی رابطہ نہیں کیا بلکہ یونیورسٹی کے بعد سب ہی بکھر گئے تھے۔

"کتنے سال ہو گئے نا۔" مقیم بولا تھا۔

وہ سب ایک شاندار رستوران کے پرائیویٹ ایریا میں تھے۔

ایک گول میز کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ پرانے دنوں کی طرح۔

"ہاں ہم دس بارہ سال بعد مل رہے ہیں۔" سارا بولی۔

وہ سب بدل گئے تھے۔ چہرے بھی لہجے بھی۔

امارا کے متعلق وہ سب جانتے تھے مگر کبھی کسی نے ایک دوسرے کو کال کر کے کوئی بات نہیں کی۔

سب اپنی زندگی میں مگن تھے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تم سب کو ایک اہم خبر دینی ہے۔" مقیم بولا۔ "اور اس خبر کے لئے ہی تم سب کا بلایا ہے۔"

"اور وہ خبر کیا ہے؟" صنم بولی۔

اس نے گہری نظروں مقیم کو دیکھا۔ وہ آج بھی اتنا ہی ہینڈسم تھا۔

بالوں کو شاید اب رنگ لگا کر براؤن کرتا تھا۔

"امارا زندہ ہے۔"

"کیا۔۔۔ سچ۔۔۔ تمہیں کیسے پتا۔۔۔" سب ایک ساتھ پوچھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیسے پتا؟" عبداللہ نے پوچھا۔

"ہاں بتاؤ۔" سارا بولی۔

مقیم نے تو جیسے ان کے سروں پر بمب گرا دیا تھا۔

امارا زندہ ہے؟ انہیں تو لگتا تھا کہ وہ کسی حادثے میں ماری گئی ہے۔

”تمہیں یہ بھی پتا ہوگا کہ وہ کہاں ہے؟“ امارا نے پوچھا۔

”وہ قید میں ہے۔“ مقیم پر اسرار لہجے میں بولا۔ ”اسے قید کیا گیا ہے۔“

”تم نشہ وشہ تو نہیں کرنے لگے۔“ عبداللہ سنجیدہ تھا۔ ”کون کرے گا اسے قید اور کیوں۔“

”اسکی پوری بات تو سن لو۔“ سارا بولی۔

صنم نے ایک نظر سارا کو دیکھا۔ ”ہاں بھئی بولو۔“ ساتھ ہی مقیم کو بولنے کا اشارہ کیا۔

”تم لوگوں کو رضوان کا بڑا بھائی یاد ہے؟“

”رضا نام تھا غالباً اسکا۔“ سارا کو اسکا چہرہ تو یاد نہ تھا مگر نام یاد تھا۔

”ہاں رضا۔۔۔“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب آگے بھی بولو۔"عبداللہ غصے سے بولا تو سارا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا۔

مقیم نے بولنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ دو ویٹر کھانے سے بھری ٹرالیاں لے آئے اور میز پر کھانا سجانے لگے۔

سارا نے بیگ سے کچھ نوٹ نکال کر ان دونوں کو دیے اور جانے کا اشارہ کیا۔

"مجھے شک ہے کہ رضا نے اسے قید میں رکھا ہے۔"مقیم میز پر آگے کی طرف جھک کر بولا۔

"اور یہ تمہیں کیوں لگتا ہے؟"عبداللہ نے اسی کے انداز میں آگے ہو کر پوچھا۔

"میرے پاس ایک تصویر ہے امارا کی۔"اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

جیب کو ٹٹول کر ایک تصویر نکالی۔

"یہ تصویر مجھے ڈاک کی گئی تھی۔"اس نے تصویر عبداللہ کی طرف بڑھائی۔

اس نے دیکھی اور صنم کی طرف بڑھادی۔

صنم نے دیکھی اور سارا کو دکھائی۔

سب نے باری باری تصویر کو دیکھا۔تصویر میں امارا ہی تھی۔پہلے سے بدلی ہوئی۔کمزور سی لگ رہی تھی۔

وہ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اسکے ہاتھ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔

وہ سچ میں قید تھی۔

مگر کیوں۔

"لگ تو رہا ہے کہ مقیم سچ بول رہا ہے۔"سارا نے تصویر کو دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔

صنم نے تصویر دوبارہ اس سے لی اور دیکھنے لگی۔

امارا کی آنکھوں میں خوف اور دکھ تھا۔

''مگر تمہیں کیوں لگتا ہے کہ اسے رضا نے قید کیا ہے۔''عبداللہ نے پلیٹ میں کباب رکھتے ہوئے کہا۔''وہ تو کافی سیدھا سادھا سا لڑکا تھا۔''

''خود کو دیکھو بلکہ ہم سب کو دیکھو۔ہم بدل گئے۔وقت سب بدل دیتا ہے اور امارا بھی تو چند سال پہلے ہی غائب ہوئی ہے۔اب ہمیں کیا پتا رضا نے ایسا کیوں کیا۔''

اس بات کے بعد سب خاموش رہے اور خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

''مجھے تم سب کی مدد چاہیے۔''مقیم بولا۔

''ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اغواء کار رضا ہی ہے۔''سارا بولی۔''جب ثبوت ہی نہیں ہے تو ہم کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔''

''تم سب کو یاد ہے؟ رضا نے امارا کو پرو پوز کیا تھا مگر امارا نے انکار کر دیا تھا۔رضا کی کافی لوگوں کے سامنے بے عزتی ہوئی تھی۔اور یہ سب رضوان کے جانے کے بعد ہوا تھا۔مجھے شک ہے کہ اسی بات کا بدلہ۔۔۔یا پتا نہیں مگر میرا شک اسی پر ہے۔''

"بات ثبوت کی ہے۔یہ تصویر کس نے بھیجی ہے؟"صنم نے سوال کیا۔

"بھیجنے والے نے اپنا نام پتہ نہیں لکھا۔"اس نے بتایا۔

سب خاموش ہو گئے تو مقیم بولا۔

"امارا ہماری دوست ہے۔ہم نے بے شک دوستی کو بھلا دیا ہے مگر دوست کو جب ضرورت ہو تو دوستوں کو پیچھے نہیں ہٹا چاہیے۔"

"ہم کریں گے مدد۔۔۔کیا کرنا ہو گا۔"صنم بولی۔"امارا میری اچھی دوست تھی۔اگر اسے میری مدد کی ضرورت ہے تو میں ضرور کروں گی۔"

"ہم بھی ساتھ دیں گے۔"سارا اور عبداللہ ایک ساتھ بولے تھے۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔شاید ناراض تھے ایک دوسرے سے۔

"تم دونوں ٹھیک ہونا۔کسی گزر رہی ہے زندگی۔"صنم نے دونوں کی سرد مہری کو بھانپ لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

”اچھی گزر رہی ہے۔“

”لاسٹ ٹائم جب ہم ملے تھے تم دونوں اولاد کے لئے ٹرائے کر رہے تھے۔۔۔“ صنم کو یاد آیا۔

”ہاں ہمارا بیٹا پیدا ہوا تھا۔ پیدائش کے سولہ دن بعد فوت ہو گیا۔ اسکے بعد اولاد کی خواہش صرف خواہش بن کر ہی رہ گئی۔“ سارا نے بتایا۔ اسکا لہجہ غمگیں تھا۔ ”اس کے بعد ٹرائے کیا مگر اللہ کو ہمارا بے اولاد رہنا ہی منظور تھا۔“

عبداللہ نے ایک نظر سارا کو دیکھا۔

”بہت دکھ ہوا تمہارے بیٹے کا سن کر۔“ صنم نے سارا کے ہاتھوں کو پکڑا۔ ”تم دونوں کو کوشش کرنی چاہیے دوبارہ۔ ابھی تو تم لوگ جوان ہو۔“

عبداللہ پھیکا سا ہنس دیا۔

سارا نے اپنا آنسو گرنے سے پہلے ہی صاف کر لیا۔

مقیم نے صنم کو دیکھا۔

کیا انہوں نے کبھی ایک دوسرے سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی؟ کیا وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے؟

"اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہے۔" سارا عزم سے بولی۔

مقیم انہیں اپنا منصوبہ بتانے لگا۔

—☆☆☆—

وہ تیار ہو کر نیو ٹاؤن پارک آئی تھی۔ وہ بس یہاں کچھ پل بیٹھنا چاہتی تھی۔ پرانے دنوں کو یاد کرنا چاہتی تھی۔ اسے پرانی یادوں کی مہک محسوس کرنی تھی۔

اس جگہ سے اسکی کئی یادیں جڑی تھیں۔ اسکے شوہر نے پہلی مرتبہ اسے اسی پارک سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہی شوہر جو اس سے کئی برس بڑا ہے۔

وہ ساغر سے مل کر بلکہ یوں کہنا چاہیے ناراض ہو کر باہر نکلی تھی جب مرید صاحب اس سے ٹکرائے تھے۔

ایک لمحہ تھا اور زندگی بدلنے کے لئے ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے۔

اس لمحے تنزیلہ نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ساغر بیچ راستے اسے چھوڑ کر چلا جائے گا اور پھر مجبوری میں اس کی شادی ایک پکی عمر کے مرد کے ساتھ کر دی جائے گی۔

وہ نرم گھاس پر بیٹھی اور سر اٹھا کر نیلے آسمان کو دیکھنے لگی۔وہ آسمان کی بلندیوں میں کھو جاتی تھی۔نیلا آسمان اسے ہمیشہ اپنی طرف کھینچتا تھا۔ایک عجیب سے کشش ہے آسمان میں جو اسے خود کو دیکھتے رہنے پر مجبور کرتی تھی۔

کئی لمحات گزرے۔

اس نے اداسی سے سر نیچے کیا۔

”تنزیلہ۔۔۔“ اسے ایک جانی پہچانی سی آواز سنائی دی۔

اس نے سر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا۔ کوئی نہیں تھا۔ وہ اس وقت یہاں اکیلی تھی۔ دور کہیں کچھ چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔

اس نے آنکھیں بند کی اور ایک گہرا سانس لیا۔

"تنو۔۔۔" دوبارہ وہی آواز۔

یہ ساغر کی آواز دی۔

اس نے اس بار آنکھیں نہیں کھولیں۔

"تنزیلہ آنکھیں کھولو۔" کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

اس نے کندھا جھٹکتے ہوئے تیزی سے آنکھیں کھولیں۔

سامنے وہ کھڑا تھا۔ ہاں وہی جس کی محبت میں کبھی وہ گرفتار ہوا کرتی تھی۔

ہاں وہی جسے وہ سرخ رنگ میں پیاری لگتی تھی۔

ہاں وہی جو اسے چھوڑ گیا تھا بہتر مستقبل کے لئے۔

سامنے ساغر کھڑا تھا۔

آج بھی ساغر کے آنے سے پہلے تنزیلہ کو پہلے ہی اسکی آواز سنائی دے گئی تھی مگر اس نے وہم سمجھا

اسکی آنکھوں میں شرمندگی تھی، محبت یا پتا نہیں کیا تھا۔

تنزیلہ کو لگا یہ اسکا وہم ہے مگر دوسرے ہی پل وہ اٹھی اور بیگ کندھے پر لٹکا کر تیز تیز قدم صدر دروازے کی طرف بڑھانے لگی۔

"ایک آخری بار بات سن لو۔" اس نے پیچھے سے پکارا۔

اسکی آواز میں التجا تھی۔

تنزیلہ کے قدم ٹھہرے۔ اسکے دل میں کچھ یک دم آیا تھا۔

محبت؟ نہیں، ترس۔

وہ مڑی اور ایک بینچ کی طرف بڑھ گئی۔

ساغر اسکے پیچھے اسی طرف چلا آیا۔

درخت کا سایہ کافی جگہ کو گھیرے ہوئے تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا بھی چل رہی تھی۔ پھولوں کی مہک سارے میں پھیلی ہوئی تھی۔

''ہاں بولو۔'' تنزیلہ کا لہجہ سپاٹ تھا۔

''مجھے معاف کر دو۔'' وہ بولا۔ اسکا لہجہ پتا نہیں کیوں مگر بہت تھکا ہوا سا تھا۔

شاید وہ اب زندگی میں آگے بڑھنا چاہتا تھا یا شاید تنزیلہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتا تھا۔

''ساغر میں تمہیں کس بات کی معافی دوں؟ کیا ہمارا کوئی رشتہ تھا جو میں معافی دینے کا حق رکھتی ہوں۔ تم ایک ایسے شخص ہو جو میری زندگی میں تھا، اب نہیں ہے۔ جیسا بھی وقت تھا، اچھا تھا۔ گزر گیا۔'' وہ آج سب کچھ کلیئر کر دینا چاہتی تھی۔ ''تم نا محرم تھے۔ میں تم سے ملتی رہی۔ تم نے وعدے کئے پھر توڑ

دیئے۔ہاں میں بھی ٹوٹ گئی تھی۔نامحرم کی محبت توڑنے کے سوا کچھ نہیں کرتی۔"

ساغر اسے روک نہیں رہا تھا شاید وہ بات کرنے کے بجائے صرف اسے سننے آیا تھا۔

"مجھے لگتا تھا ہم دونوں زندگی بھر ساتھ رہیں گے۔مجھے لگتا تھا تم مجھے حاصل کرنے کی کوشش کروگے۔" وہ ہنسی،اُداسی سے۔"مگر تم تو بھگوڑے نکلے ساغر صاحب۔بھاگ گئے،بنا بتائے۔"

ساغر کے کندھے ڈھیلے پڑے۔

وہ شرم سے مر رہا تھا۔

"میں۔۔۔مجبور۔۔۔تھا۔" لفظ ٹوٹے پھوٹے سے زبان نے ادا کیئے۔

اسکے چہرے پر جہاں بھر کی اداسیاں تھیں۔

''تم مجھے بتا سکتے تھے کہ تم جا رہے ہو۔'' اس نے ایک نظر اسے دیکھا۔ ''مگر تم بس چلے گئے اور پھر مڑ کر اب آئے جب زندگی ویسی نہیں رہی۔ جب میں زندگی میں آگے بڑھ چکی ہوں۔''

''تو لوٹ آؤ۔'' اس نے دھیمے سے لہجے میں کہا تھا۔

''تمہارے لئے اپنے شوہر کو چھوڑ دوں۔ واہ بھئی!'' اس نے حیرت سے ساغر کو دیکھا۔

''وہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ رہو۔''

''تم قابل ہو؟ جو بنا بتائے دوسرے شہر بھاگ گیا۔ جو بنا کچھ کہے چلا گیا۔ تم میرے قابل ہو؟'' وہ غصے میں بولی۔ ''تمہاری بھی اتنی اوقات نہیں رہی اب۔''

''تنزیلہ۔۔۔'' اس نے احتجاجاً اسکا نام پکارا۔

"نہیں میری بات سنو۔جو ہونا تھا ہو گیا۔" وہ اٹھی اور کندھے پر بیگ ٹانگتے ہوئے بولی۔"میں شادی شدہ ہوں اور خوش ہوں۔بہتر ہے دوبارہ میرے سامنے مت آنا۔کبھی سامنا ہوا بھی تو راہ بدل لینا۔"

وہ اتنا کہہ کر اٹھی اور باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی۔

"اور اگر میں کہوں کہ تمہارے شوہر کہ پہلی بیوی زندہ ہے تو؟"

وہ اسکے پیچھے لپکا تھا۔

تنزیلہ یہ سن کر یک دم رکی۔

"وہ زندہ ہے۔"ساغر بولا۔اسکے لہجے میں یقین تھا۔

تنزیلہ مڑی۔"تو پولیس کو بتادو اسکی لوکیشن۔"

"مگر۔۔۔"

"دیکھو ساغر وہ زندہ ہے، مر گئی ہے یا بھاگ گئی ہے۔ مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا مگر میں مزید کو تمہارے لئے نہیں چھوڑ سکتی۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتی ہوئی صدر دروازے سے باہر نکل گئی۔

—☆☆☆—

رات کا ایک بج چکا تھا اور رات گہری کالی ہو چکی تھی۔

آیان گھر آیا تو کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا اور اسکے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

اس نے کھانا گرم کر کے کھایا اور سیدھا اپنے کمرے میں آگیا۔

اس نے جیب سے موبائل اور کارڈز نکال کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھے۔ اس نے شرٹ اتار کر بستر پر اچھال دی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

فریش ہو کر باہر نکلا تو وہ بنا شرٹ کے ڈھیلے سے نائٹ ٹراؤزر میں تھا۔

اسکے چہرے کی تھکن کچھ کم لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ قدم قدم چلتا ہوا کمرے میں رکھے قد آور آئینے کے سامنے رکا۔

اس سے میز پر رکھی باڈی سپرے پکڑی اور اسے اپنے ننگے بدن پر لگانے لگا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

اس نے آنکھیں گھما کر دروازے کی طرف دیکھا اور ہلکا سا ایک طرف ہونٹ کر کے مسکرایا۔

"کون۔۔۔"

"آپ کی خادمہ سرکار۔" ایک سریلی سی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

www.novelsclubb.com

آواز سن کر تو جیسے آیان کا دل باغ باغ ہوا تھا۔

"آجاؤ۔"

دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سی جوان لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

وہ نازیبا سے لباس میں تھی۔

اسکے جسم کا ہر حصہ واضح دکھائی دے رہا تھا۔اسکی رنگت اور بدن کے ابھار صاف دکھائی دے رہے تھے۔

''آپ نے بلایا آج۔'' وہ ایک مخصوص ادا سے بات کر رہی تھی۔

کافی unnatural سا لہجہ تھا۔

وہ کال گرل تھی۔

آیان پیسے دے کر اسکا جسم خریدنے والا تھا۔وہ اسکے ساتھ زنا کرنے والا تھا۔

زنا، جو اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

''پچھلی بار تم نے مجھے خوش کیا تھا۔'' آیان کے چہرے پر مکروہ سی مسکراہٹ تھی۔

وہ پہلے بھی اس لڑکی سے مل چکا تھا اور شاید کئی اور لڑکیوں سے بھی۔

لڑکی آیان کی اس بات سے خوش ہوئی۔

''آتے ہوئے تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں۔'' آیان اسکی طرف مڑا۔

''آپکے چوکیدار نے۔''لڑکی بیڈ کے ایک کونے پر بیٹھ گئی۔

''چلو اسکی تو خیر ہے۔وہ اپنا ہی بندہ ہے۔''آیان نے کمرے میں لگی ساری لائٹس آف کر دیں اور سلینگ پر لگی گولڈن ہلکی سی روشنی والی روپ لائٹ روشن کر دی۔

وہ قدم قدم چلتا لڑکی کے قریب آیا۔

''کپڑے اتار دو۔''

—☆☆☆—

کال گرل،آیان کے ساتھ ہم بستر ہونے کے بعد چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ زنا کا عادی ہو چکا تھا۔

وہ ہفتے میں کئی بار ایسی لڑکیوں کو گھر بلاتا اور انکے ساتھ یہ گناہ کرتا۔

وہ یہ بات بھول چکا تھا کہ زنا کتنا بڑا گناہ ہے اور اسکی کتنی سخت سزا ہے۔وہ یہ بات بھول چکا تھا کہ وہ مسلمان ہے اور اسلام میں اس عمل کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اچانک اسکے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے لمبا ہاتھ کر کے سائیڈ ٹیبل سے موبائل پکڑا۔

"کاشف کالنگ" جگمگا رہا تھا۔

اس نے کال اٹھائی اور موبائل کو اسپیکر پر کیا۔

"ہاں میری جان بول۔" وہ مستی میں بولا۔

آیان ابھی تک مدہوش تھا۔زنا کی مدہوشی۔

یہ مدہوشی جہنم کی طرف لے جاتی ہے مگر وہ اس بات سے انجان تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں باس مجھے پاس ورڈ مل گیا ہے۔اس لڑکے کا کیا کرنا ہے اب۔" کاشف کی آواز کمرے میں گونجی۔

"ٹھکانے لگا دو اسے اور اس بڑھیا کا حال چال بھی معلوم کرو اور اب کل ہی کال کرنا۔مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ مدہوشی سے کہتا کال کاٹ چکا تھا۔

اس نے موبائل ایک طرف پھینکا اور آنکھیں موند لیں۔

وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اسکی زندگی اب ان ''آسانیوں'' سے نکل کر مشکل ہونے والی تھی۔

—☆☆☆—

کاشف نے اس لڑکے کی لاش کو کھنڈر نما عمارت کے پیچھے دفنا دیا۔

یہاں آس پاس نہ کوئی گھر تھا نہ کوئی دوسری عمارت جس میں لوگ رہتے ہوں۔ غیر قانونی کام کرنے کے لئے یہ جگہ بہترین تھی۔

مگر کاشف اور آیان جیسے لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں خدا کا بندہ دیکھے نہ دیکھے وہ خود ہر کسی کو دیکھ رہا ہے۔

کاشف نے لاش کو دفنایا تو اسے یاد آیا آیان نے اسے دوسرے قیدی سے ملنے کو بھی کہا تھا۔

"اسے کل مل لیں گے۔" وہ بولا اور کپڑے جھاڑتے ہوئے وہاں سے عمارت کے آگے نکل آیا جہاں ایک طرف اسکی ہیوی بائیک کھڑی تھی۔

اس نے کپڑوں کو جھاڑا اور ہیلمٹ پہن کر بائیک پر سوار ہو گیا۔

اچانک اسکے موبائل کی گھنٹی بجی۔

اس نے پہلے وقت دیکھا۔ دو بج کر بیس منٹ ہو رہے تھے۔

روبی صبح سے اسے کال کر رہی تھی۔ اس نے شام کو ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ مصروف تھا۔

اس نے کال اٹھائی اور موبائل کو کان سے لگایا۔

"سوری۔۔۔ سوری۔۔۔ میں مصروف تھا۔ ابھی آرہا ہوں۔" اس نے روبی کی بات سنے بنا تیزی سے اتنا کہہ کر کال کاٹ دی۔

اس نے بائیک سٹارٹ کی اور تیز رفتار سے باہر سڑک پر نکل آیا۔

وہ بہت تیز چلا رہا تھا۔اس وقت سڑکیں بھی خالی تھیں۔

دس منٹ کے بعد وہ روبی کے سامنے کھڑا تھا۔

کاشف نے روبی کو کافی کے لئے باہر بلا لیا تھا۔

''اس وقت کونسی کافی شاپ کھلی ہے جو مجھے باہر بلا لیا۔ایک تو ہفتے بعد ملنے آئے ہو وہ بھی اس وقت۔''میرب نے موبائل کی سکرین آن کر کے ٹائم دیکھا۔''میں نہیں جارہی کہیں۔''

وہ جانے کے لئے مڑی تو کاشف نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے قریب کرنا چاہا مگر روبی اسکا ہاتھ جھٹک کر گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

کاشف بائیک سے اتر کر اسکی طرف لپکا۔

''سنو تو۔۔۔مون کیفے اس وقت اوپن ہوتا ہے چلو وہاں چل کر بیٹھتے ہیں۔''اس نے پیچھے سے پکارا۔

www.novelsclubb.com

روبی کے قدم ٹھہرے۔

وہ مڑی تو اسکے چہرے پر ناراضگی اور سنجیدگی تھی۔

''میں آوارہ نہیں ہوں جو اس وقت ایک لڑکے کے ساتھ کافیاں پینے جاؤں۔'' وہ غصے میں بولی۔

کاشف نے اپنی ہنسی دبائی۔

''یہ لڑکا کزن ہے تمہارا کوئی غنڈہ نہیں۔'' وہ دانت پیس کر بولا۔

''ہو تو لڑکے ہی نا۔ تمہارا کیا اعتبار کب حیوان بن جاؤ۔''

کاشف جو پہلے اس سب کو مذاق سمجھ رہا تھا یک دم سیریس ہوا۔

''پہلے تو خود میرے پیچھے پیچھے آتی تھی۔ اب میں حیوان اور آوارا بن گیا۔'' اسکے لہجے میں طنز تھا۔

”دن میں ملنے کے لئے بلایا تھا نا میں نے۔آدھی رات کو کیوں آئے ہو منہ اٹھا کر۔“

”جا رہا ہوں۔اب جب ملنے کی بھیک مانگو گی نا تب ہی آؤں گا۔“وہ حقارت سے کہتا کب بائیک پر بیٹھا کب وہ ہوا سے باتیں کرتا ہوا گیا،روبی کو اس بات کا اندازہ ہی نہ ہوا۔

وہ اسکے آخری جملے کو سن کر حیرت کا شکار ہوئی بلکہ اسے اچھا خاصہ صدمہ لگا تھا۔

کل کو جو شخص اس سے محبت کا اظہار کر رہا تھا آج وہ اسے ایک ملاقات بھیک میں دینے کی بات کر رہا تھا۔

اسکی آنکھ سے آنسو جھلکے میں اسے خود اس بات کا احساس نہ ہوا۔

وہ گیلے رخسار لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆

میرب شام تک علی کے پاس ہی رہی اور پھر گھر چلی گئی۔ علی اب پہلے سے بہتر تھا۔اس نے سوچا کل صبح وہ دوبارہ اس سے ملنے جائے گی۔اس نے شازیہ بیگم کا اسے پیار سے دیکھنا نوٹ کیا تھا۔

غالبا علی انکو پہلے ہی میرب کے متعلق بتا چکا تھا۔

علی کے بابا بھی اس سے کافی دیر باتیں کرتے رہے تھے۔انہوں نے میرب اسے اس کی تعلیم اور گھر والوں کے متعلق بھی پوچھا۔

میرب کافی خوشی سے انہیں سب کچھ بتا رہی تھی۔

علی نے ابھی کے لئے اسکا تعارف ایک دوست کی طرح ہی کروایا تھا مگر وہ شازیہ بیگم کو بتا چکا تھا کہ یہی وہ لڑکی ہے جس کا ذکر میں کیا کرتا تھا۔

شازیہ بیگم نے من ہی من میرب کو پسند کر لیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں لیٹی چھت کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے مرید صاحب کی بات یاد آئی۔وہ اسکی آیان کے ساتھ منگنی کو توڑنا چاہتے تھے۔

وہ بھی چاہتی تھی مگر آیان کی حقیقت اس پر ظاہر ہونے کے بعد سے وہ گھبرا سی گئی تھی۔

اگر آیان نے اس فیصلے کو غلط طرح سے لیا تو؟ کیا وہ میرب کو معاف کر دے گا؟

کئی سوال اسکے ذہن میں آرہے تھے۔

وہ سوچتے سوچتے سو گئی۔

☆☆☆

"یہ حادثہ ہوا کیسے؟" سلطان صاحب نے میرب کے نکلتے ہی پوچھا تھا۔

شازیہ بیگم اس وقت باہر تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بابا حادثے ہو جاتے ہیں، کیسے ہوتے ہیں سمجھ نہیں آتی بس ہو جاتے ہیں۔" علی نے بات ٹالنے والے انداز میں کہا۔

"دیکھو بیٹا شہر میں میرے کئی دشمن ہے۔ ہو سکتا ہے یہ حادثہ ہوا نہ ہو بلکہ کروایا گیا ہو۔"

"میں اپنی لین میں تھا۔ مخالف سمت سے ایک کار آرہی تھی۔ میں بھی تیز رفتار سے چلا رہا تھا۔" علی نے یاد کرتے ہوئے بتایا۔ "گرنے کے بعد ایک پل کو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس گاڑی سے کوئی باہر نکلا ہے اور مجھے دیکھ کر واپس پلٹا اور وہاں سے نکل گیا۔"

"تم نے اسکا چہرہ دیکھا؟" سلطان صاحب کو یہ معاملہ ٹیڑھا سا لگا۔

"جی مگر ٹھیک سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔"

"یاد کرنے کی کوشش کرو۔" سلطان صاحب بولے۔

www.novelsclubb.com

دال میں کچھ تو کالا تھا۔

کبھی کبھی حادثے ہوتے نہیں بلکہ جان بوجھ کر کئے جاتے ہیں۔

—☆☆☆—

علی دور جا کر گرا تھا۔

کالی کار سے ایک جوان لڑکا باہر نکلا۔

علی اسی گاڑی سے ٹکرایا تھا۔

وہ لڑکا قدم قدم چلتا بے ہوش ہوتے علی کے قریب آیا۔

www.novelsclubb.com

”تو تم ہو میرب کے ایکس بوائے فرینڈ۔ ہوں۔۔۔ مناسب ہی ہو۔“ وہ لڑکا بولا۔

علی بے ہوش ہو چکا تھا۔

وہ لڑکا مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا گاڑی تک آیا اور دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

اس نے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔

وہ اور کوئی نہیں میرب کا منگیتر آیان رضا رحمت تھا۔

—☆☆☆—

جاری ہے

www.novelsclubb.com